بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

ہر قوم کی متعدد قومی ضرورتیں ایسی ہوتی ہیں جن کی تکمیل قومی حکومت کے بغیر خاطر خواہ طور پر نہیں ہو سکتی۔ کسی اجنبی حکومت کے ماتحت کوئی قوم شہری حقوق کی نعمتوں سے خواہ کتنی ہی بہرہ اندوز ہو اور اس کو خیال و عمل، اور گفتار و کردار کی کتنی ہی آزادی نصیب ہو لیکن پھر بھی وہ اپنے قومی نصب العین کے تمام اجزا کو اس وقت تک مکمل نہیں کر سکتی جب تک کہ خود اس کے ہاتھ میں حکومت خود اختیاری کی عنان نہ ہو اور وہ خود اپنی فکر و فہم اور اعتقاد و ایمان کے مطابق اپنے عمل و فعل کو بجا لانے میں کامل آزاد نہ ہو۔

آج ہندوستان میں مسلمانوں پر کس چیز کی بندش ہے؟ وہ آزادی کے ساتھ نمازیں پڑھ سکتے ہیں روزے رکھ سکتے ہیں۔ زکوٰۃ ادا کر سکتے ہیں حج کے لئے سفر کر سکتے ہیں، مذہبی وعظ و تذکیر پر کوئی قید و بند نہیں اسلامی مدارس پر حکومت کے پہرے بیٹھے ہوئے نہیں ہیں۔ قرآن و حدیث کے درس پر کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ خانقاہوں کے دروازوں پر تالے نہیں ڈال دیئے گئے ہیں قربانی کی کہیں ممانعت نہیں ہے۔ ڈاڑھی رکھنے پر کوئی ٹیکس لگا ہوا نہیں ہے، عورتوں کو بے پردہ ہونے پر مجبور نہیں کیا جاتا تعلیم گاہوں میں عربی۔ فارسی اور اردو کے پڑھنے پڑھانے کو ممنوع قرار نہیں دیا گیا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ سب آزادیاں ہندوستان کے مسلمانوں کو حاصل ہیں اور وہ ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور اٹھا بھی رہے ہیں لیکن ساتھ ہی تصویر کے دوسرے رخ پر غور کیجئے کہ کیا یہاں حدود اللہ بھی اسی طرح جاری ہیں جس طرح کہ مسلمانوں کی اپنی آبادیوں میں ہونی چاہئے کیا ایک مسلمان اسے برداشت کر سکتا ہے کہ اس کے شہر میں جگہ جگہ شراب کی دکانیں ہوں عصمت فروشی کے اڈے ہوں۔ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے اخلاق کو خراب کرنیوالی عریاں اور متحرک تصاویر کا مظاہرہ ہو اور اللہ کے قانون کے سوا غیر اللہ کے احکام و قوانین کی حکمرانی ہو۔ اگر ایک مسلمان اپنی آبادی میں

ان چیزوں کو برداشت نہیں کرسکتا تو پھر بتایئے کہ آج یہ سب چیزیں آپ کی آنکھوں کے سامنے علانیہ اور کھلم کھلا ہورہی ہیں یا نہیں آپ زیادہ سے زیادہ یہ تو کرسکتے ہیں کہ جو مسلمان شراب پینے کے ارادہ سے میخانہ جارہا ہے اسے سمجھائیں، شراب نوشی کی برائیاں بیان کرکے اسے اس گناہ سے باز رکھنے کی کوشش کریں لیکن اگر اس کے باوجود وہ نہ مانے اور شراب کے دوچار جام چڑھا کر عقل وحواس کھو بیٹھے تو اب آپ کے ہاتھ میں کوئی طاقت نہیں ہے جس کی وجہ سے آپ اس کو سزا دے سکیں اور آئندہ کے لئے اس گناہ کا سدباب کردیں۔ یہی حال ان دوسری معصیتوں کا ہے جو اسلامی قانون فرامین کے خلاف روزانہ آپ کے شہروں میں آپ کی آنکھوں کے سامنے ہوتی رہتی ہیں۔

آپ نے غور فرمایا شہری آزادی کے باوجود ان مواقع پر آپ کی اس بےکسی اور بےبسی کا راز کیا ہے؟ اس کا راز بجز اس کے اور کیا ہے کہ آپ کے ہاتھ میں قانون کی طاقت نہیں خود آپ کو حکومت میں کوئی دخل نہیں ہے اور آپ کی مثال اس غلام کی سی ہے جس کا "مہربان" آقا اس کو عمدہ عمدہ قسم کے کھانے کھلاتا ہے۔ اچھے اچھے کپڑے پہناتا ہے اور جس نے اس کو چلنے پھرنے کی بھی آزادی دے رکھی ہے لیکن بہرحال وہ غلام ہے اور اس کا آقا آقا ہے۔ ایک حاکم ہے اور دوسرا محکوم، ایک جابر ہے اور دوسرا مجبور۔ آقا جب چاہیگا اپنی رعایتوں اور مہربانیوں کو اس سے منقطع کرسکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دین اور ملک دونوں کو توام فرمایا گیا ہے یعنی مسلمانوں کو اگر اپنی حکومت حاصل ہے تو وہ اپنے دین پر بھی قائم رہ سکتے اور اس کے تمام احکام وقوانین کا اجرا بھی کرسکتے ہیں ورنہ اگر یہ نہیں ہے تو دین صرف اپنی ظاہری شکل وصورت اور رسوم کے اعتبار سے زندہ رہ سکتا ہے اس کی اصلی روح جس کا قائم وبرقرار رکھنا ہر مسلمان کی زندگی کا اولین فریضہ ہے باقی نہیں رہ سکتی۔

یہ ایک ایسی واضح اور کھلی ہوئی بات ہے کہ کسی مسلمان کو بشرطیکہ خارجی اثرات اور ماحول کے پیدا کئے ہوئے رجحانات کے باعث اس کی صحیح اسلامی ذہنیت فنا نہ ہوگئی ہو۔ انکار نہیں ہوسکتا۔

لیکن سوال یہ ہے کہ مسلمان اپنے اس عظیم وجلیل مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کیا کررہے ہیں اگر دوسروں سے عبرت حاصل کرنا کوئی گناہ نہیں ہے تو ہم کو خود اپنے پڑوس پر نگاہ ڈالنی چاہئے آج ہندو کا ایک ایک بچہ

آزادی کے جذبات سے سرشار ہے۔ عورتیں تک گھروں سے باہر نکل آئی ہیں بوڑھے اور جوان سب دوش بدوش میدانِ عمل میں مصروف تگ و دو ہیں، حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ ہمارا نصب العین ان سے کہیں زیادہ اونچا اور بلند ہے۔ وہ آزادی صرف اس لئے چاہتے ہیں کہ ہندوستان ہندوستانیوں کو ملنا چاہئے۔ لیکن ہمارا مقصد یہ نہیں ہے ہم اس لئے آزادی کے خواہاں ہیں کہ ہمارے پاس انسانی زندگی کے لئے جو دستور العمل ہے ہم اسے نافذ کرنا چاہتے ہیں ہم وطنیت کے "ہمہ رنگ زمین دام" میں گرفتار نہیں ہو سکتے کیونکہ شاعر ملت اقبال مرحوم کے بقول وطنیت کا حال یہ ہے کہ

جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

ہم کو کسی شخص یا کسی قوم سے محض اس لئے نفرت نہیں ہو سکتی کہ وہ ہمارے ملک کا باشندہ نہیں ہے یا اس کا رنگ ہمارے رنگ سے مختلف ہے نہ ہم کو محض اس بنا پر کسی سے بگاڑ ہو سکتا ہے کہ ہم کو اس کی طرح خوشحالی اور ثروت میسر نہیں ہے بلکہ ہمارا نصب العین یہ ہے کہ ہم دنیا میں خدا کے اس قانون کو نافذ کریں جس کے بغیر انسان چین اطمینان اور امن و سکون کی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔

اگر واقعی ہمارا یہ ایمان ہے تو ظاہر ہے اس کے لئے ہمیں جد و جہد بھی سب سے زیادہ کرنی ہوگی۔ اگر آپ اپنے اس نصب العین کو حاصل کرنے کا ذریعہ پاکستان کے مطالبہ کو ہی سمجھتے ہیں تو بہت بہتر! یہی سہی مگر خدا کے لئے اس کے واسطے کچھ کیجئے تو، ہاتھ پاؤں ہلائیے تو، آج قومیں اپنی اپنی قسمتوں کو آزما رہی ہیں۔ آخر آپ کب تک ان سب کا تماشا محض ایک بے تعلق تماشائی کی حیثیت سے کرتے رہیں گے۔ اب ملک میں جو انقلاب آ رہا ہے اس کا نتیجہ کسی قوم کے حق میں صرف ایک ہی ہو سکتا ہے اور بس! زندگی یا موت! اگر آپ بھی زندگی چاہتے ہیں تو اس کا ثبوت دیجئے کہ واقعی آپ زندہ رہنے کے قابل ہیں اور زندگی کی ذمہ داریوں کو برداشت کر لینے کی اہلیت رکھتے ہیں اور اگر خدانخواستہ آپ اس میں ناکام رہے تو پھر منتظر انقلاب کے دوسرے فیصلہ یعنی موت کو سننے کے لئے تیار رہئے۔

یہ زورِ دست و ضربتِ کاری کا ہے مقام میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ
خونِ دل و جگر سے ہے سرمایۂ حیات فطرت لہو ترنگ ہے غافل نہ جل ترنگ